

کھیل کھلاڑی

اگست ۲۰۱۶ء میں پاکستانی کرکٹ نے اہم سنگ میل عبور کیا جب پہلی بار ٹیسٹ کی درجہ بندی میں قومی ٹیم اول نمبر پانے میں کامیاب رہی۔ قومی ٹیم کو یہ بلند مرتبہ اس لیے بھی حاصل ہوا کہ پچھلے ۵۷ برس کے دوران اسے ایک محب وطن مددگار انتخاب عالم کی مدد حاصل رہی۔ انہوں نے بہ حیثیت کھلاڑی، کپتان، سلیکٹر، چیئر مین نیشنل کرکٹ اکیڈمی، کوچ اور مینجر کے بخوبی اپنی ذمے داریاں نبھائیں اور پاکستانی کرکٹ کو ترقی دینے میں بھرپور حصہ لیا۔

انتخاب عالم کو اللہ تعالیٰ نے جس عزت، دولت، شہرت سے نوازا، اسے بسرو چشم قبول کر لیا۔ کم ہی پاکستانیوں کو احساس ہے کہ قومی کرکٹ کی اکثر یادگار فتوحات میں انتخاب عالم کسی نہ کسی طور شریک رہے۔ ۱۹۷۳ء میں پاکستان نے انہی کی زیر قیادت نیوزی لینڈ سے پہلی ٹیسٹ سیریز جیتی۔ اسی طرح جب پاکستانی ٹیم نے ورلڈ کپ (۱۹۹۲ء) اور ورلڈ ٹی ۲۰ کپ (۲۰۰۹ء) جیتے تو تب بھی انتخاب عالم ٹیم کے ساتھ موجود تھے۔

۱۹۵۹ء میں جب انتخاب عالم سترہ سالہ لڑکے تھے تو قومی کرکٹ ٹیم سے ان کا رومان شروع ہوا جو اب تک جاری ہے۔ اس دوران انہوں نے چار فوجی حکمران، آٹھ سول حکومتیں اور پاکستان کرکٹ بورڈ کے بیس سے زائد صدور دیکھ لیے۔ یوں انہیں دلچسپ و عجیب تجربات بھی حاصل ہوئے۔

انتخاب عالم کا کہنا ہے: ”مجھے کرکٹ سے جنون کی حد تک عشق ہے۔ اسی نے مجھے کرکٹ سے باندھ کر رکھ دیا۔ مگر مجھے جب بھی کوئی ذمے داری ملی تو میں نے اسے عظیم چیلنج سمجھ کر انجام



انتخاب عالم ۵۷ پرناٹ آؤٹ

قومی کرکٹ ٹیم کو خونِ جگر دے کر
بین الاقوامی شہرت و عزت عطا کرنے
والے محب وطن ہیرو کی دلچسپ سرگزشت

زیشان حسن

دیا۔ یہی نہیں مجھے کام کرتے ہوئے لطف بھی آیا ورنہ میں کھلاڑی کی حیثیت ہی سے ریٹائرڈ ہو جاتا۔“ انتخاب عالم آج بھی قومی پرچم کے رنگوں سے سجا بلینر اور روائی فخر سے زیب تن کرتے ہیں۔ بیان کے جذبہ حب الوطنی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

انہوں نے کہا: ”میں سمجھتا ہوں یہ ایک پاکستانی کے لیے بہت اعزاز کی بات ہے کہ وہ کسی قومی ٹیم میں منتخب ہو جائے۔ یوں اسے دنیا بھر میں اپنے وطن کا جھنڈا اونچا کرنے کا موقع ملتا ہے۔ میں قومی کرکٹ ٹیم میں کھیلا پھر مجھے انتظامی ذمے داریاں سونپ دی گئیں۔ یہ بھی نہایت ذمے داری کا کام ہے۔ اسے انجام دیتے ہوئے بہت قربانیاں دینا پڑتی ہیں۔ سب سے بڑھ کر پہلے اپنے آپ میں نظم و ضبط پیدا کرنا ہوتا ہے اور پھر لڑکوں میں! بہر حال میں نے مختلف ذمے داریاں انجام دیتے ہوئے نہایت پر لطف وقت گزارا۔“

ایک صحافی نے ایک بار انتخاب عالم سے پوچھا: ”پاکستان طویل عرصہ سیاسی ہنگاموں کا نشانہ بنا رہا ہے۔ اس دوران آپ کو کسی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا؟ انہوں نے جواب دیا: ”دراصل جو بھی حکمران آیا اسے کرکٹ سے دلچسپی تھی۔ لہذا انہوں نے ہمارے کاموں میں رکاوٹ نہیں ڈالی بلکہ وہ ہماری مانگیں پوری کرتی رہی ہیں۔“

انتخاب عالم اور پاکستان کے ۵۷ سالہ دوستانہ سفر کی داستان ۱۹۷۷ء میں شروع ہوئی جب ان کی عمر پانچ برس تھی۔ ان کے والدین تب شملہ مقیم تھے۔ ان کا شمار شہر کے کھاتے پیتے خاندان میں ہوتا تھا۔ انتخاب عالم کے والد الیکٹریکل انجینئر تھے۔ تقسیم ہند پر جب انتہا پسند ہندو سکھ مسلمانوں پر حملے کرنے لگے تو انتخاب کے والد کو بیگم اور پانچ بچوں کی فکر ہوئی۔ ایک دن مسلح سکھوں نے ان کے مسلم محلے پر بھی حملہ کر دیا۔ اس خاندان نے ایک واقف کار ہندو کے گھر پناہ لے کر اپنی جانیں بچائیں۔ برطانوی فوج کا ایک بریگیڈیئر انتخاب کے والد کا دوست تھا۔ انہوں نے کٹھن حالات میں اس سے مدد مانگ لی۔ چند گھنٹوں

بعد ایک فوجی ٹرک ان کے پاس آپہنچا جس پر دو سپاہی بھی سوار تھے۔ انتخاب عالم کا خاندان اس ٹرک پر بیٹھ کر لدھیانہ پہنچ گیا۔ وہاں ایک رشتے دار کے ہاں رات گزاری۔ اگلے دن دوسرا ٹرک انہیں شہر لے گیا تاکہ وہ وہاں سے لاہور جانے والی ریل پر سوار ہو سکیں۔ خاندان نے ریلوے سٹیشن کے باہر نصب خیموں میں رات گزاری۔ رات کے آخری پہر ایک سکھ جتھے نے کیمپ پر حملہ کر دیا۔ کچھ گولیاں ان کے خیمے کے آ رہاں ہو گئیں تاہم سبھی لوگ محفوظ رہے۔ صبح سویرے ریل آن پہنچی۔ اس ریل کا مسلمان ڈرائیور ہوشیار آدمی تھا۔ تب یہ رواج ہو چلا تھا کہ راستے میں سکھ کسی سنان مقام پر ریل روک لیتے تھے اور پھر مسلمانوں کا قتل عام کر دیا جاتا۔ مگر اس ریل کے ذہین ڈرائیور نے کسی جگہ ریل نہیں روکی۔ یوں یہ خاندان خیر و عافیت سے لاہور پہنچ گئے۔

خاندان نے ڈیرہ ماہ لاہور میں گزارے۔ عالم کے چچا کراچی پولیس میں ڈی ایس پی تھے۔ انہوں نے پورے خاندان کو کراچی بلوا لیا۔ انتخاب عالم کے والد کا پسندیدہ کھیل کرکٹ تھا۔ وہ شملہ شہر کی کرکٹ ٹیم کا بھی حصہ رہے تھے۔ باپ سے کرکٹ کا یہ عشق دونوں بیٹوں میں بھی منتقل ہو گیا۔ وہ بتاتے ہیں: ”ہمارے گھر کے سامنے ایک وسیع میدان تھا جہاں سبھی لڑکے کرکٹ کھیلتے۔ میں لڑکپن میں تیز گیندیں کراتا تھا اور لیگ بریک بالنگ بھی کرا لیتا۔ ایک دن میرے بڑے بھائی نے کہا: فاسٹ بالنگ تو سبھی کرتے ہیں تم بہترین لیگ بریک بالنگ کرنا سیکھو۔ میں نے ان کی بات گرہ میں باندھ لی اور مشق کرنے لگا۔ میری محنت رنگ لائی اور میں عمدہ لیگ بریک بالر بن گیا۔ حتیٰ کہ اپنے اسکول کی کرکٹ ٹیم کا کپتان منتخب ہوا اور ہم نے کئی انٹر اسکول ٹورنامنٹ جیتے۔“

آفتاب عالم اپنے چھوٹے بھائی سے چار سال بڑے تھے۔ کے پی ڈبلیو ڈی (کراچی پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ) کی ٹیم نے انہیں منتخب کر لیا۔ اس ٹیم کا شمار عمدہ ٹیموں میں ہوتا تھا۔ اس کے کھلاڑی اکثر قومی کرکٹ ٹیم کے کھلاڑیوں کی معیت میں

نیٹ پر یکٹس کرتے تھے۔ یہ ۱۹۵۹ء کی بات ہے۔ قومی ٹیم کے کپتان عبدالحمید کا ردار بھی پر یکٹس کرنے میدان میں آئے۔ اس وقت انتخاب عالم قومی ٹیم کے کھلاڑیوں کو بالنگ کرا رہے تھے۔ آفتاب عالم اکثر چھوٹے بھائی کو لے آتے تھے تاکہ وہ تجربے کا کھلاڑیوں کے ساتھ کھیل کر تجربہ حاصل کر سکے۔ انتخاب عالم کی خوش قسمتی ہے کہ چند منٹ میں انہوں نے قومی کرکٹ ٹیم کے تین کھلاڑی آؤٹ کر دیئے۔ ان میں مشہور کھلاڑی وزیر محمد بھی شامل تھے۔ جنہوں نے ویسٹ انڈیز میں ۱۸۹۱ء بنائے تھے۔

انتخاب عالم کی لیگ بریک بالنگ نے کاردار کو بہت متاثر کیا۔ وہ بتاتے ہیں: ”جب نیٹ پر یکٹس ختم ہوئی تو کاردار صاحب نے مجھے بلایا، میرا نام پوچھا اور کہنے لگے کہ تم کس ٹیم میں ہو؟ میں نے بتایا کہ کراچی سی ٹیم کی طرف سے چند فرسٹ کلاس میچ کھیل چکا ہوں۔ پھر انہوں نے پوچھا، تم کبائٹ اسکول XI کی ٹیم میں منتخب ہو گئے؟ میں نے اداسی سے نفی میں سر ہلایا۔ وہ کہنے لگے، کوئی بات نہیں اب تم قومی ٹیم کے ساتھ کھیلو گے۔“

کاردار صاحب کی بات نے اٹھارہ سالہ انتخاب عالم کو چاند پر پہنچا دیا۔ ان کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں رہا۔ چند دن قبل ہی کبائٹ اسکول XI کے سلیکٹروں نے انہیں مسترد کر دیا تھا، مگر اب وہ قومی کرکٹ ٹیم کا حصہ بن گئے تھے۔ انتخاب بتاتے ہیں: ”۴ دسمبر ۱۹۵۹ء کی صبح میں مہمان آسٹریلوی ٹیم سے ٹیسٹ کھیلنے کراچی سٹیڈیم پہنچ گیا۔ وہاں پر کبائٹ اسکول XI کے سلیکٹر بھی بیٹھے تھے۔ انہوں نے پوچھا، تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ میں نے بتایا کہ مجھے قومی کرکٹ ٹیم کا حصہ بنادیا گیا ہے۔ یہ سن کر ان کے منہ کھلے کے کھلے گئے۔ انہیں سخت حیرانی ہوئی۔“

انتخاب عالم نے اپنے پہلے ٹیسٹوں میں تین وکٹیں لیں اور اپنا انتخاب درست ثابت کر دیا۔ تاہم کاردار صاحب نے ان کی کم عمری اور ناتجربہ کاری دیکھتے ہوئے فیصلہ کیا کہ ابھی انہیں مزید فرسٹ کلاس میچ کھیلنے چاہیں۔ مقصد یہ تھا کہ انتخاب عالم

اتنے تجربہ کار ہو جائیں کہ بین الاقوامی سطح پر کھیل سکیں۔ ۱۹۶۰ء میں انہیں برطانیہ کا دورہ کرنے والی پاکستانی انٹر ٹیم میں شامل کر لیا گیا۔ مگر ایک مسئلہ آن کھڑا ہوا۔ انتخاب عالم بتاتے ہیں: ”مجھے بتایا گیا کہ دورے کے اخراجات کی خاطر آپ کو ۵ ہزار روپے دینے ہوں گے۔ یہ اس زمانے میں بڑی رقم تھی۔ میرے والد کی مالی استطاعت اتنی مضبوط نہ تھی کہ وہ مجھے پانچ ہزار روپے دے دیتے۔“

انتخاب عالم نے دوست احباب سے مدد مانگی مگر وہ ۵ ہزار روپے کی خطیر رقم جمع نہ کر سکے۔ آخر وہ کاردار صاحب کے پاس پہنچے اور انہیں اپنی پیتا سناٹی۔ انہوں نے نوجوان انتخاب کو تسلی دی اور کہا کہ ان کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ بعد ازاں کاردار صاحب کے اثر و رسوخ کی وجہ سے وزارت کھیل نے مطلوبہ رقم فراہم کر دی اور انتخاب عالم کا برطانیہ جانا ممکن ہو گیا۔ انگلستان میں انتخاب عالم نے بہ حیثیت آل راؤنڈر عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ کبھی ان کی بالنگ کام آجاتی، کبھی بلے بازی چمک اٹھتی۔ وطن واپسی پر انہیں قومی ٹیم میں شامل کر لیا گیا۔ وہ ۱۹۷۷ء تک ٹیم سے وابستہ رہے۔ اس عرصے میں انہوں نے ۴۷ ٹیسٹ کھیل کر ۱۴۹۳ رنز بنائے اور ۱۲۵ وکٹیں لیں۔ ۱۹۶۹ء سے ۱۹۷۵ء تک سترہ ٹیسٹوں میں انہوں نے کپتانی کے فرائض بھی انجام دیئے وہ بتاتے ہیں: ”اس زمانے میں کرکٹ بورڈ ہمیں روزانہ ۱۵ روپے دیتا تھا۔ مگر کسی کھلاڑی کو پیسے سے رغبت نہ تھی۔ ہم بس پاکستان کے لیے کھیل کر عزت و فخر حاصل کرنا چاہتے تھے۔“

انتخاب عالم نے پاکستانی کرکٹ کی تاریخ کے ایک سنگ میل میں بنیادی کردار ادا کیا، یہ کہ انہی کی قیادت میں پاکستانی ٹیم نے بیرون ملک پہلی سیریز جیتنے کا اعزاز حاصل کیا۔ فروری ۱۹۷۳ء میں قومی ٹیم دورے پر نیوزی لینڈ پہنچی۔ تیسرا ٹیسٹ ڈینڈن میں کھیلا گیا۔ میچ میں انتخاب عالم نے گیارہ کیوی کھلاڑی آؤٹ کر کے عمدہ کھیل پیش کیا۔ یہ اکلوتا ٹیسٹ جیت کر پاکستان نے سیریز بھی جیت لی۔ وہ آج بھی بہترین کھیل

دکھانے پر فخر کرتے ہیں۔

اگلے سال قومی کرکٹ ٹیم نے برطانیہ کا دورہ کیا۔ گوتینوں ٹیسٹ برابر رہے تاہم اس دورے میں ٹیم ایک میچ بھی نہیں ہاری اور یوں ناقابل شکست رہی۔ انتخاب عالم کہتے ہیں: ”اس زمانے میں کئی پاکستانی کھلاڑی کاؤنٹی کرکٹ کھیلتے تھے۔ چنانچہ انہیں برطانیہ میں کھیلنے کا بہت تجربہ تھا جس نے ہمیں بہت فائدہ پہنچایا۔“ واضح رہے عالم خود بھی کئی برس سرے کاؤنٹی سے وابستہ رہے۔

نئی ذمہ داریاں

۴ مارچ ۱۹۷۷ء کو انتخاب عالم نے اپنا آخری ٹیسٹ کھیلا اور پھر ریٹائرڈ ہو گئے۔ ان کی واحد حسرت یہ ہے کہ انہیں ٹی ۲۰ کرکٹ کھیلنے کا موقع نہیں ملا تاہم سرے کاؤنٹی کے ساتھ انہوں نے کرکٹ کھیلنا جاری رکھی۔ ۱۹۸۲ء میں جب عالم نے سرے کو خیر باد کہا تو اب وہ کوئی کاروبار شروع کرنا چاہتے تھے تاہم تب تقدیر نے ان کے لیے کوئی اور ہی منصوبہ بنا رکھا تھا۔

ہوایہ کہ اس زمانے میں ایئر مارشل نور خان پاکستان کرکٹ بورڈ کے سربراہ تھے۔ انہیں یہ خیال آیا فٹ بال ٹیم کی طرح قومی کرکٹ ٹیم کا بھی منیجر ہونا چاہیے۔ اسے اتنی طاقت دی جائے کہ وہ خود مختار طور پر ٹیم کے سارے معاملات دیکھ سکے۔ نور خان مرحوم کسی تجربے کا راور جہاں دیدہ سابق کھلاڑی کو منیجر کا عہدہ سونپنا چاہتے تھے۔ کھلاڑیوں کا طواف کرتے ہوئے ان کی نظریں انتخاب عالم پر جاٹھریں۔ چنانچہ ۱۹۸۲ء میں عالم قومی کرکٹ ٹیم کے پہلے منیجر بن گئے۔

آنے والے برسوں میں انتخاب عالم وقتاً فوقتاً قومی ٹیم کے منیجر رہے۔ ٹیم کی کارکردگی بہتر بنانے میں واقعی منیجر کا عہدہ بہت کام آیا۔ عالم خاص طور پر عمران خان کے ساتھ مفید رشتہ قائم کرنے میں کامیاب رہے۔ وہ بتاتے ہیں: ”میں نے کبھی عمران پر حاوی ہونے کی کوشش نہیں کی۔ دراصل عمران حق گو اور نظم و ضبط رکھنے والے کھلاڑی تھے۔ ان کی شخصیت مثالی تھی۔ جب انہیں کسی بات کی تعمیل کرانا ہوتی تو پہلے وہ خود اس پر عمل کرتے

تھے۔ اسی لیے کھلاڑی عمران کو عزت و احترام دیتے۔“

پاکستان نے ۱۹۹۲ء کا عالمی کپ جیتا تو قومی ٹیم کے کپتان عمران خان تھے اور منیجر انتخاب عالم! اس کپ کی یادیں بیان کرتے ہوئے عالم بتاتے ہیں: ”مجھے یاد ہے فائنل مقابلے سے قبل عمران بازار گیا اور ایسی ٹی شرٹ خرید لایا جس پر شیر کی تصویر بنی تھی۔ جب وہ ٹاس کرنے گیا تو اس نے وہی ٹی شرٹ پہن رکھی تھی۔ میں نے اسے کچھ نہیں کہا۔ مبادا اس کا موڈ خراب ہو جائے۔ ویسے بھی مجھے خیال تھا کہ عمران نے شیر والی ٹی شرٹ کسی مقصد ہی سے پہنی ہے۔ آخر آئن چیمپل نے عمران سے انٹرویو کرتے ہوئے پوچھ لیا کہ تم نے ایسی ٹی شرٹ کیوں زیب تن کی ہے؟ وہ کہنے لگا: ”دراصل میں چاہتا ہوں کہ میرے لڑکے شیروں کی طرح کھیلیں۔“

۲۰۰۳ء میں انہیں ایک منفرد اعزاز حاصل ہوا۔ بھارتی ریاست پنجاب کی کرکٹ ایسوسی ایشن نے انہیں اپنی ٹیم کا کوچ اور منیجر مقرر کر دیا۔ عالم دو برس تک اس عہدے پر فائز رہے۔ بین الاقوامی سطح پر ایک کرکٹ ٹیم کی کامیابی کا راز انتخاب عالم یہ بتاتے ہیں کہ کوچ اور مینجمنٹ طویل عرصہ برقرار رہنی چاہیے۔ اس امر کا فائدہ یہ ہے کہ کھلاڑیوں کو کوچ اور انتظامیہ کے مابین ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے۔ یوں ٹیم پھر عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کرتی ہے۔ اگر کوچ اور انتظامیہ میں بار بار رد و بدل کیا جائے تو پھر ہم آہنگی کے فقدان سے کارکردگی پر منفی اثر پڑتا ہے۔

جب انتخاب عالم سے پوچھا جائے کہ عمران خان اور مصباح الحق میں سے کون بہتر کپتان ہے تو وہ مسکرا دیتے ہیں۔ انتخاب کہتے ہیں: ”ماضی میں قومی ٹیم کے بہت اچھے کپتان گزرے ہیں۔ مگر اعداد و شمار کو دیکھا جائے تو مصباح الحق کا پلہ بھاری نظر آتا ہے۔ لیکن دو کپتانوں کا باہمی موازنہ کرنا غلط ہے کیونکہ ہر کپتان مخصوص خامیاں و خوبیاں رکھتا ہے۔ مثلاً عمران خان جارحانہ مزاج رکھتے تھے جبکہ مصباح دفاعی کھیل پیش کرتا ہے۔ ان دونوں کے مابین یہی بنیادی فرق ہے۔“